

# تعارف و تصریح

المنهل (عدد خاص للقرآن)

مجلة العرب الأدبية

دار المنهل، المملكة العربية السعودية، جده

۲۹۱/۳۵، ربیع الاول ۱۴۱۲ھ / ستمبر ۱۹۹۱ء، ص ۲۹۲

قرآن کریم وہ آخری اسلامی کتاب ہر ایت ہے جو اخْفَوْ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوئی۔ یہ کتاب دینی تیاسیت تک پوری انسانیت کے لیے منبع رشد و ہدایت بھی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ علوم و معارف کا خزینہ بھی۔ مختلف بہلوؤں سے اس کے مطابق اور اس کے مباحثت کی توصیف و ترجیاني کا سلسلہ بزرگی انقطعان کے باوجود جاری ہے۔ ابتداء رہی سے علماء اور مفکرین اس کے مختلف النوع بہلوؤں پر تحقیق و تحلیل کا کام کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کی مختلف زبانوں میں قرآنیات پر تحقیقات کے شانع تصنیف کی صورت میں منتظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ قرآنی موضوعات پر تصنیفات کے ساتھ ساتھ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنیات سے متعلق جرائد و مجلات کے خصوصی یعنی بمعنی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں بہت کوچیتی اور قابل قدر مواد ایک جگہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی جدہ (سودی عربیہ) سے شائع ہونے والے مجلہ "المنهل" کا ستمبر و اکتوبر ۱۹۹۱ء کا شترک شمارہ ہے جو قرآنیات کے ساتھ مخصوص ہے۔

یہ مخصوصی شمارہ ۳۸۷ مقالات پر مشتمل ہے جو ۲۹۲ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ مقالات کو موضوع کے اعتبار سے چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن کی تفصیل بائیں طور ہے (۱) میں یہی القرآن (پانچ مقالات) (۲) دراسات قرآنیہ (وس مقالات) (۳) دراسات لغویہ و بیانیہ (آٹھ مقالات) (۴) دراسات انسانیہ (پانچ مقالات) (۵) الاجماع العلی (چھ مقالات) (۶) اقصص القرآنی (چار مقالات)۔

## بین یدی القرآن :

اس حصہ کا آغاز مقالہ "العقل والقلب مداران للایمان" سے ہوتا ہے مضمون لفکار نے قرآن کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ عقل اور دل ایمان کے باب میں بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ معرفت خدا بر احمد حدایت پر ایمان لانے کے لیے قرآن نے جایجا عقل اور دل کو مقابلہ کرتے ہوئے اس بات پر نور دیا ہے کہ وہ آفاق دل نفس پر خود کریں کہ ان کا خافق کون ہے؟ قرآن کریم میں بار بار افلاتعلوں، افلاتستکروں، افلاتستبروں، افلای بصرون اور افلای مسمون وغیرہ کے الفاظ وہ رکھے گئے ہیں۔ (ص۔۱۴) "و سر مقالہ" ان هذہ القرآن یہ مهدی للیت ہی اخوم" ہے۔ اس مضمون میں بتایا گیا کہ قرآن کریم نے تو  
ہدایت کا سب سے بہتر راستہ ہے۔ گزشتہ تمام انبیاء و رسول ایک خاص قوم، مخصوص خط ارض اور  
معدود وقت کے لیے مبوح ہوئے لیکن اسکے خلف نور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم رہتی دنیا تک تمام  
علم کے لیے ہدایت و نجات کا ذریعہ ہیں (ص۔-۲۵) قرآن کریم میں ارشاد ہے: تَمَارِكُ الْجَنَّى  
نَزَّلَ الْقُرْآنَ عَلَىٰ قَبْدَةٍ۔ نہایت مبارک ہے وہ جس نے یہ قرآن اپنے بندے پر نازل کیا ہے۔  
لیکن للعَالَمِينَ تَنْزِيلٌ بِلِفْوَتِنَ۔ (۲۸) تاکہ سارے جہاں والوں کے لیے خوار کردینے والا ہو۔  
اس حصہ کا تیسرا مضمون "تفاہدة القرآن بین الخاتمة والعامنة" ہے۔ اس میں یہ مسئلہ  
اٹھایا گیا کہ قرآن کریم ایک اسلامی کتاب ہے جس سے اہل علم اور حواس انسان دلوں ہی لیکاں طور سے  
محظی ہوتے ہیں۔ اس کتاب عزیز کو اہل زبان، محدثین، مفسرین اور علماء توحید نے اپنی اجازت  
کام کر قرار دیا۔ یہ حضرات اپنے علم کی بنیاد قرآن کریم پر رکھتے ہیں۔ علماء، حکو و بلاشت کی باتیں اسی  
وقت پائیں اتنا داد کو سمجھتی ہیں جب ان کے استدلال کی بنیاد قرآن کریم سے ماخوذ دلائل دراہیں  
پر رکھی گئی ہو۔ عربی زبان و ادب کی شعرو نما میں قرآن مجید کا بڑا اکلیدی حصہ رہا ہے اور ایک عالم کو  
اس کا اعتراض ہے۔ قرآن کریم کی تفاہدة عامر یہ ہے کہ ایک مسلم بچے اپنی تعلیم کی ابتداء قرآن کریم سے  
کرتا ہے۔ قرآن کی کچھ سطریں تخفی پر رکھتے ہے۔ سورہ القمر سے سورہ حمد تک کی سورتوں کو زبانی یاد  
کرتا ہے۔ یہ سب کرنے کے بعد کافی میں تفسیر قرآن، اسباب نزول قرآن اور تقدیر قرأت کے موضوعات  
پر مرطاب و شروع کرتا ہے۔ (ص۔۲۱-۲۲) اس میں چوتھا مضمون "الرسالة والقرآن الکریم فی صراحت"

اساطین الشرق والغرب،” ہے۔ اس میں مصنون لکھارے مستشرقین اور دوسرے مفکرین کے خیالات کو پیش کر کے تباہا ہے کہ ان میں بہت سے قرآن کریم کی تھانیت اور نبوت محمدی کے قاتل ہیں (ص ۲۴۷)۔ اُخْرَى أَوْ بَيْتٍ مِنْ مَصْنُونِ "الرَّسُولُ مِنْ الْأَقْرَبِينَ" ہے، اس مصنون میں قرآنی آیات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ متین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وضاحت سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ رسول پر ایمان لا اظہروی ہے، اور اس باب میں کسی طرح کی تقریب ممکن نہیں ہے۔ اطاعت خدا اطاعت رسول کی معنا میں ہے (ص ۳۶۹-۳۷۰) قرآن کریم میں ارشاد ہے

فَإِنْ تَذَرْ عَثْمَةً فِي شَيْءٍ فَعُذْمُهُ كُوْكَائِي  
بِحَرَگِ الْعَتَمَارِدِ وَرِيلِيَّ  
اللَّهُ وَالرَّسُولُ إِنْ كُنْتُمْ تَوْمِينُ  
هُوَ جَاءَ تَوَسِّيَ اللَّهُ وَرَسُولُكَ طَرِيقِ  
أَكْرَافِيَّ الْمَدَادِ رَوْزَ أَخْرِيَّ  
بِاللَّهِ وَاللَّهُمَّ الْأَكْرَبِيَّ سُرْهَاشَا: ۵۹)

## دراسات قرآنیہ :

اس حصہ کی ابتداء ”البحث في الأعجاز القرآنية -نظرة تاريخية“ سے ہوتی ہے۔ اس مصنون میں نظریہ اعجاز قرآن کے موضوع پر ہونے والے کاموں کا عہد بعد بازہ لیا گیا ہے۔ اس کے طبق دوسری صدی ہجری ہیں مامون کے عہد میں بجت فتنہ، خلق قرآن نے سر اٹھایا اس وقت اس بحث کا آغاز ہو گیا تھا۔ تاریخی اعتبار سے اسلوب قرآن کے اعجاز پر جا حظ نے ایک رسالہ ”نظم القرآن“ کے نام سے تصنیف کیا تھا لیکن وہ دستیاب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جا حظ نے اپنی دو کتاب ”المیوان“ اور ”البیان والتبیین“ میں اس موضوع پر بحث کی ہے۔ پانچویں صدی میں بالطائفی اور عبد القاهر جرجانی نے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا جیھی صدی میں ”ابن حام المغاربی“، قاضی عیاض، زمخشیری اور ابن عطیہ نے اس پر تئیتی تصنیف پھوڑیں، سالویں صدی میں امام رازی، سکاکی، اسن عربی، امدادی، عازم القطبانی اور بیضاوی نے اس موضوع پر گرانقدر تحقیقات کیں۔ آخری صدی میں زملکانی نے ”التبیان فی اعجاز القرآن“ میں اور ابن قیم نے ”جواب اهل العلم والایمان۔ متحقیق ما الخبر به رسول اللہ“ میں اس موضوع پر بحث کی، خطیب قزوینی نے سکاکی کی کتاب مفاتیح العلوم کی تلحیص کی یعنی بن حمزہ علیہ نے اپنی کتاب ”کتاب الطراز“ میں ابن قیم نے ”الغنوائد المشوق ای علم الفتوح ای علم البدایا“

میں اب ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کو اپنی فکری کا وشوں کا درکر بنایا۔ موضوع زیر بحث پر اس عہد کی بسبیہ اہم اور ستم بابشان کتاب زکریٰ کی "البریان فی علوم القرآن" ہے۔ تویں صدی میں ابن خلدون، فیروز،<sup>۱</sup> مرکاشی اور دسویں میں سیوطی نے "الاقران فی علوم القرآن" اور "معترک الاقران فی اعجاز القرآن" میں بحث و نظر کا موضوع بنایا۔ گیارہویں صدی میں شہاب خقابی نے، بادھویں صدی میں ضریماں کی اسکندری نے اور تیسرا ہویں صدی ایں امام شوکانی نے اپنی تفسیر فتح القرآن میں اور آٹھویں صدی میں روح الحادی میں اعجاز القرآن پر بحث کی۔ چودھویں صدی ہجری میں شیخ طنطاوی جوہری، محمد احمد جادالمولی اور موسیٰ بلکائے نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا (ص ۳۵-۴۰) اس میں دوسرا مصنون "اعجاز القرآن فی ترتیب"<sup>۲</sup> ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب نہ ول ترتیب سے جدا گاہ ہے، قرآن کی موجودہ ترتیب تو قبیل ترتیب ہے اور اسی ترتیب کے ساتھ لوحن محفوظ میں موجود ہے۔ اس ترتیب میں کبھی کوئی رو و بدл ممکن نہیں۔ موجودہ ترتیب کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو قرآن کا ہر لفظ، ہر حرف، ہر آیت اور ہر سورہ اعجازی شان کی حامل ہے۔ اس سلسلے میں مصنون انگار نے امام خطابی عبد القاهر در ذکر اور عبد اللہ دراز و فیرہ کی آراء نقلم کی ہیں۔ قرآن کریم سے آٹھ مثالیں دیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ ترتیب قرآن کریم میں ایک اعجاز ہے (ص ۴۱-۴۸) تیسرا مصنون "الوحدة العضوية والوصمة" جنین آیات السورة الواحدة<sup>۳</sup> ہے، اس مصنون میں اس چیز کی وضاحت کی گئی کہ ایک سورہ کے ایک سے زائد موضوعات ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان موضوعات میں مناسبت و ہم آہنگی کا پایا جانا لازمی ہے (ص ۴۹-۵۶) اس حصہ کا ایک وقیع مصنون "الحرف السابعة والقراءات" ہے۔ اس میں علم القراءات کی تحریف کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ عبد بنی عسلی اللہ علیہ وسلم، محمد حضرت الیوبک<sup>۴</sup>، عبد حضرت عثمان<sup>۵</sup> اور آپ کے بعد دوسرے اور تیسرے مہدی حقیٰ کر ابن مجاهد کے عہد تک فن قراءات کو غیر معمولی ترقی ملی۔ دمشق میں حضرت ابوالدرداء کے حلقوں میں ایک ہزار سات سور قراءت، اس مصنون میں تقدیر قراءت اور اس کے اسباب و فوائد سے بھی بحث کی گئی ہے، قراءت صحیح کے ارکان بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ شاذ قراءت پر روشنی ڈالنے ہوئے اس کی مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ ازال القرآن علی سبعہ احرف متعلقی احادیث اور علماء فن کی آراء کی روشنی میں بحث کی گئی ہے (ص ۵۳-۶۰) اس کے بعد مصنون "سلادة القرآن الکریمہ بالترجیح والنسخۃ" ہے۔ ترجمہ سے قراءات کرنے کے باہم

علماء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک اس میں کوئی بحث نہیں اور یہ علماء جو ہم کا مسئلہ بھی ہے، دوسرا گروہ اسے ناپسندیدہ قرار دیتا ہے (ص ۸-۹) اس حصہ میں ایک خالص علمی و تحقیقی مصنفوں "الشکالیۃ لفکل المعنی فی ترجیمات القرآن الکریم" ہے۔ سب سے پہلے تو اس میں خود ترجیب کے مفہوم و مایمت سے بحث کی گئی ہے اور ہم کلام الہامی کی مجزبیاتی کے حوالے سے یہ نکتہ منظر عام پڑایا گیا کہ اس کے معانی و معنوں کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے میں کتنے مشکلات اور مشاویریں کا سامنا کرنا پڑتا ہے (ص ص ۶۶-۶۷) اس کے بعد مقالہ "من اصول الفیض وضوابطہ" کے عنوان سے ہے، اس میں سب سے پہلے تفسیر و تاویل کے فرق کو بیان کیا گیا، علماء کے یہاں تفسیر کے سلسلے میں و نقطہ نظر پائے جاتے ہیں ایک تفسیر بالماuthor اور دوسرے تفسیر بالاراء تفسیر بالماuthor کے ضمن میں جو کام ہوئے ہیں ان کا استعصار ممکن نہیں ہے۔ البتہ تفسیر ابن جریر طبی، الدر المنشور فی التفسیر بالماuthor اور تفسیر ابن کثیر حفصی شہرت کی حامل ہیں۔ وہ تفسیر جن میں تفسیر بالرأی کو بھی ابھیت دی گئی ہے ان میں تفسیر بیهانوی، تفسیر ابن المسعود اور تفسیر نساؤی کا خاص طور سے ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ تفسیر قرآن کے تین بیانی مانند میں قرآن کریم، سنت نبی اور اقوال صحابہ (ص ۱۰۲-۱۰۳)۔ اس کے بعد مصنفوں "مراحل التفسیر" ہے جس میں تفسیر کے پانچ مراحل کا ذکر کیا گیا؛ پہلے مرحلہ کی ابتداء کا تھوڑا صلحی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر صحابہ کرام (رض) اور کبار تابعین پر ختم ہوتی ہے، دوسرا مرحلہ دوسری صدی ہجری سے شروع ہو کر چوتھی صدی کے نصف پر ختم ہوتا ہے، تیسرا مرحلہ چوتھی صدی ہجری کے لفظ سے شروع ہو کر ساتویں صدی ہجری کے نصف پر ختم ہوتا ہے، چوتھا مرحلہ عlassatu'is صدی کے لفظ سے شروع ہو کر تیریہ ہوئی صدی کے آخر پر ختم ہوتا ہے۔ اس مرحلہ میں تفسیر قرآن میں تعلیمی نقطہ نظر زیادہ نظر آتا ہے۔ زیادہ تر مصنفوں نے مقدمیں کی آراء و اقوال کو اپنی تفاسیر میں جمع کر دیئے پر اکتفی کیا ہے۔ فن تفسیر کے ارتقا کے پانچویں مرحلیں یہ واضح کیا گیا ہے کہ تفسیر قرآن میں ایک نیا جوان پیدا ہو رہا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کی تفسیر اس طرح کی جائے کہ علم، عقل اور دین کے مابین ایک ربط برقرار رہے چنانچہ محمد عبده اور شیدر صنائیکی تفسیر منار سید قطب کی فی ظلال القرآن اور شیخ طنطاوی جو ہر کی تفسیر جواہر القرآن میں اپنی خیالاً کی ترجیحی ملتوی ہے۔ (ص ۹-۱۰) اس حصہ کا آخری مصنفوں "غريب القرآن الکریم درایستہ وصفیۃ" ہے۔

یہ مقالہ قرآن مجید میں استعمال ہونے والے ان الفاظ سے بحث کرتا ہے جن کے معانی کا تعین و شوار ہے۔ غرب اب القرآن پر غور و فوض کا کام عہد صحابہ ہی سے شروع ہو گیا تھا، اس میتوں میں غرب القرآن پر لکھی جانے والی ۲۷ کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ تین ایسے لغات کا بھی ذکر ہے جس میں غرب الفاظ القرآن خصوصی توجہ دی گئی ہے اور آخر میں غرب القرآن کے سلسلے میں علماء کے میں مکاتب مکار کا بھی ذکر کیا گیا ہے (ص ۱۳۷)۔

## دراسۃ لغویۃ و بیانیۃ:

یہ اس خاص بیان کا تیسرا حصہ ہے۔ اس کا سب سے پہلا مقالہ "الاعجاز البیانی فی القرآن الکریم" ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے قرآن کریم دنیا کی سب سے عظیم الشان کتاب ہے۔ قرآن نے خود متعدد مقامات پر اس کی شہادت دی ہے۔ مجمعہ، اعجاز اور بیان کی تعریف کرتے ہوئے واصح کی گیا ہے کہ قرآن کریم کے چار مقاصد ہیں۔ "عِرْفَةُ الْهَمَّى" امام روازنی کی پیچان صلحاء کے راستوں پر لوگوں کو چلنے کی دعوت دینا اور ان کے احوال کا ذکر کرنا اور آخرین ثنوں بلاغت سے بحث کی گئی اور اس پہلو کو شاذوں کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے کہ قرآن کریم بلاغت کا سب سے اعلیٰ منوڑ ہے۔ (ص ۱۳۸-۱۴۰) اس کے بعد مقالہ "الشَّفَاقُرَانُ الْكَرِيمُ عَلَى اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ" ہے۔ عربی زبان نے مختلف پہلوؤں سے قرآن کریم کے اثرات قبل کیے اور اس کے ارتقا میں قرآن مجید کا بڑا حصہ ہے۔ یہی اس مقالہ کا خاص موضوع بحث ہے (ص ۱۴۱-۱۴۳)۔ اس کے بعد مقالہ "مِنَ الظَّاهِرِ إِلَى الْخَمْرِ فِي الْقُرْآنِ" ہے۔ ارتقا کے مختلف مراحل سے گزتے ہوئے نزول قرآن کے عہد تک عربی زبان ایک اعلیٰ زبان بن چکی تھی اور اس میں خود اواب کی بہترین رطایات قائم ہو چکی تھیں، اس کے بعد جب اس زبان میں قرآن کا نزول ہوا تو اس کی شان و شوکت میں غیر معقولی اضافہ ہو گیا۔ قرآن کریم میں استعمال ہونے والی عربی کے میار کو دیکھتے ہوئے نویسنے اسی کو مرتع اور اصل قرار دیا اور اسی سے استدلال و استہدا کرنے لگے۔ اس طرح جو نہ وجود میں آئی وہ دراصل قرآنی زبان کی اساس پر قائم تھی (ص ۱۴۳-۱۴۵)۔ اس کے بعد مقالہ "دلائل الالفاظ القرآنیہ" ہے۔ اس میں مقالہ لکھا رئے قرآن کریم کے متعلق یہ حقیقت واصح کی ہے کہ وہ اپنی جگہ نہایت موزود اور ناگزیر ہوتے ہیں اور مطلوبہ مفہوم کی ان سے بھروسہ اداگی ہوتی ہے، مثالیں دیتے ہوئے اس نکتہ کو اجھا رہے کہ الفاظ کی تقدیم تاخیر بڑی محنت خیز ہوتی

ہے۔ قرآن میں بعض الفاظ مفرد اور بعض جمع استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں بھی ایک حکمت ہے۔ قرآن کریم میں کچھ اساما نکوہ اور کچھ معذرا استعمال ہوتے ہیں اس میں بھی ایک حکمت ہے (ص ۱۲۱-۱۵۳)۔ اس حصہ کا ایک اہم مضمون "حکمة تحرير الالفاظ واستعمالها في القرآن الكريم" ہے، اس مضمون کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ قرآن میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو لفظاً ہر متراوف ہیں لیکن سیاق و سبق کے لحاظ سے ہر لفظ اپنی جگہ ایک منفرد معنوی خصوصیت کا حامل ہے۔ مثلًاً دیا و حلم، حلف و قسم، خشوع و خوف اور زوج و مرأة و غیرہ۔ یہ تمام الفاظ موقع و محل کے اعتبار سے جدا گاہ حیثیت کے حامل ہیں۔ جبکہ لفظاً ہر متراوف کا گمان ہوتا ہے (ص ۱۵۵-۱۶۰)۔ اس کے بعد مقالہ "من بلاغت المخفف فی القرآن الكريم" ہے۔ اس میں اس پہلو سے بحث کی گئی ہے کہ عربی زبان کے مزاج میں ہے کہ اس میں بہت سی چیزوں مخدوف ہوئی ہیں اور یہی کلام کا اصل حسن اور بلاغت کی بنیادی روح ہے۔ بعض مجدد کوئی لفظ اور کلمہ اس لیے حذف کر دیا جاتا ہے کہ مخفف (پوری طرح واضح) ہو جائے اور معنی مراد پری و مناعت سے کھل کر سامنے آجائے کبھی حذف تکرار سے نجیب کے لیے ہوتا اور کچھی اس لیے کہ جوبات مخدوف ہے وہ بناہر اتنی واضح ہوئی ہے کہ اس کے بیان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مضمون لگانے اپنی بات کو مدلل بنانے کے لیے قرآن کریم سے بہت سی مثالیں دی ہیں۔ (ص ۱۴۱-۱۶۱) اس کے بعد مضمون "التحقيق والتعريف" ہے جس کا براہ راست قرآن کریم سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ بنیادی طور پر زبان و بیان میں روشنگاری کے طالی تبدیلیوں سے بحث کرتا ہے۔ (ص ۱۴۸-۱۶۲) اس کے بعد "الاشعال فی القرآن الكريم" ہے۔ اس کی ابتداء میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ قرآن نے بے شمار شالیں دی ہیں جن کا اصل مقصد یاد دہانی ہے۔ قرآن کریم میں تین طرح کی شالیں مذکور ہیں: الاشعال المصرفة، الاشعال الکامنة اور الاشعال المرسلة، ان تمام شالوں کی وضاحت قرآن کریم کی آیات سے کی گئی ہے (ص ۱۶۸-۱۷۵)۔

### دراسات النساءية:

اس حصہ کا سب سے پہلا مقالہ "النفس فی القرآن الكريم" ہے۔ روح انسانی پر روشنی دادہ ہوئے بتایا گیا کہ روح کی تین قسمیں ہیں: روح سلیمانی، روح میرزا اور روح مرتفعیہ۔ ان تینوں

سے متعلق کسی قد تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ روح سلمہ اللہ کے حکوم کو پیر وی اور لواہی سے احتراز کرتی ہے۔ قرآن کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے سے روح کے اندر پیدا ہو جانے والی بیماریا اور خرابیاں دوڑ پہنچتی ہیں (ص ۱۶۹ - ۱۸۶)۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ولَنْسٌ وَمَاسِوَاهَا فَإِنَّهُمْ بِالْجُنُوبِ هُدَى  
وَلَقَوْاهَا۔ قَدْ أَخْلَقَنِيَ اللَّهُ أَنِّي أَوْزَعَكَ چَلْنَكِي، تَعْقِيقَنِي  
مَرَادَ كَوْبَهْجَاجَسْ نَلَسْ لَسْ سَنَارَلِيَا اُونَمَارَد  
خَابَ مَنْ دَسَاهَا۔  
(الشِّسْ : ۱۰ - ۱۱)

اس کے بعد مقالہ "القرآن الکریم و الفکر الاستیوی" ہے، اس میں ان رہنماؤں کی نشاندہی کی گئی جس کی روشنی میں نکری تربیت کا ذریعہ سخوبی انجام دیا جا سکتا ہے (ص ۱۸۷ - ۱۹۲)۔ اس کے بعد مقالہ "الظاهرۃ الحضاریۃ فی القرآن الکریم" ہے۔ اس میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں پروان پڑھنے والی معاشرتی اقدار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مطالعہ کے موجب معاشرتی تمدن کی بنیادیں چیزوں پر ہے۔ انسان، نکر اور اشیاء، اس کے بعد ان تینوں چیزوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا کہ اس سے متعلق قرآن کا کیا نقطہ نظر ہے (ص ۱۹۳ - ۲۰۴)۔ اس کے بعد مقالہ "القياس المنطقی فی القرآن الکریم" ہے۔ اس میں ان بہت سی آیات کو نقل کی گیں جس میں حق کا نقطہ استعمال ہوا ہے اور ان کی روشنی میں بتایا گیا کہ قرآن کس طرح منطقی قیاس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتا ہے۔ نکرین اسلام کے مابین بھی اس منطقی قیاس کے باب میں اختلاف آراء پا چاہاتا ہے جن میں متعلق آیات قرآنی کو دیکھنا جائے تو حق کبھی نظر کے مقابلے میں، کبھی کذب کے مقابلے میں، کبھی صدق کے مقابلے میں حتیٰ کہ کبھی باطل اور ضلال کے مقابلے میں آتا ہے۔ کہیں کہیں ایمان، حکمت اور عدل و شرائع کے متوازی بھی استعمال ہوا ہے۔ (ص ۲۰۴ - ۲۱۳) اس کے بعد مقالہ "المستشرقون والقرآن" ہے۔

عنوان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مستشرقین کی ان فتنہ پر رازیوں اور علمی بد دیانیوں کا جائزہ لیا گیا ہو گا جو الغوفوں نے قرآن کے بارے میں پھیلا رکھی ہیں لیکن اس معنوں میں ایسا نہیں ہے بلکہ صرف ایک انگریز مستشرق آرٹھر جفری (ARTHUR JAFFRAY) نے ابو بکر عبد اللہ بن الیاذ داد کی کتاب "المصالحت" پر جو بارہ صفحے کا مقدمہ لکھا ہے اس میں اس نے جو یاد گویاں کی ہیں اس

مصنفوں میں اسی کا جائزہ لیا گی ہے اور اس کے دعووں کی پر زور تروید کی ہے (ص ۲۲۰۔ ۲۲۵)۔

### الاعجاز العلمی :

اس حصہ کا آغاز مقالہ "الاعجاز العلمی فی القرآن والسنّة" سے ہوا ہے، قرآن کریم آخری انسانی کتاب بہلیت ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق ایمان کا علم سے گھر اریط ہے۔ اسلام میں عقل اور علم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کے علمی اعجاز کی تحقیقت کیا ہے۔ اس نکتہ کی بھی اس مقالہ میں توضیح کی گئی ہے۔ متعدد آیات کی روشنی میں یہ بات ٹپے پر زور انداز میں پیش کی گئی۔ قرآن صرف ادماں اور لذاتی کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے بندوں پر ادماں اور لذاتی کی پابندی کیوں لازم ہے۔ قرآن کریم میں اشارہ ہے:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْرِبُ إِلَيْهِ الْجِنُّ هُنَّ

أَخْوَمُ۔ (الاسرار: ۱۰/۹) جو بالکل سیدھا ہے

چنانچہ قرآن مجید کا اسلوب خالص علمی اسلوب ہے اور قرآن کریم علم و معارف کا سرحد ہے (ص ۲۲۱۔ ۲۲۲) اس کے بعد مقالہ "استفسار بالقرآن الکریم" ہے۔ اس مقالہ میں مختلف امراض سے شفایاں کے لیے آیات قرآنی کے استعمال کے مسئلہ سے بحث کی گئی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ مختلف واقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اس سلسلہ میں قرآنی آیات سے مددی ہے۔ اس باب میں علماء کی آراء کو بھی نقل کیا گیا ہے (ص ۲۲۲۔ ۲۲۳)۔ اس کے بعد مقالہ "قبس من الاعجاز الطبی فی القرآن الکریم" ہے۔ اس میں سورہ مریم کی آیات ۲۷۶ تا ۲۷۸ میں کی گئی ہیں اور بحث کا دائرہ کاراہنی آیات مکمل محدود ہے۔ ان آیات کی روشنی میں طبی حقائق بیان کیے گئے ہیں۔ نیز سجدہ کے مختلف بہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا کہ طبی لفظ و نظر سے اس کے متعدد فوائد ہیں۔ جن کی تعداد آٹھ تک سنبھیجی ہے (ص ۲۲۴۔ ۲۲۵) اس کے بعد ایک تحقیقی مقالہ "الاطوار الجینین فی القرآن الکریم و علم الاجز" ہے۔ اس مقالہ میں قرآنی شواہد کی روشنی میں انسانی خلقت کے مختلف مراحل کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان میں پرشیادہ حکمتون کا کسی قدر تجزیہ کیا گیا ہے۔ (ص ۲۵۱۔ ۲۵۲) اس کے بعد مقالہ "المن والسلوی فی القرآن" ہے۔ عنوان سے بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں من اسلوی و لذات سے بحث کی گئی ہو گی جبکہ صرف من سے بحث

کی گئی ہے۔ من کی تعریف بیان کرنے کے بعد بتایا گیا کہ اس کا ذکر کتب سما دیر اور قدیم طبی میں بھی ملتا ہے۔ یہ مسئلہ بھی نیز بحث آیا کہ من کا اطلاق کن کن جزوں پر ہوتا ہے (ص ۲۵۹-۲۶۰)۔ اس کے بعد مقالہ ”واجہیں اوتادا“ میں علم طبقات الارض کے نقطہ نظر پر پہلوں کے سلسلہ میں ایک مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور ان حکنوں کو واضح کیا گیا ہے جو ان پہلوں کی تحقیق میں پوشیدہ ہیں تحقیقات نے روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے کہ پہلوں نظام کائنات کے تناسب کی ایک بنیادی کوشی ہیں۔

(ص ۲۶۳-۲۶۴)

## القصص القرآنی :

اس خاص بہر کا یہ آخری حصہ ہے اور اس حصہ میں بھی متعدد اہم مقالات شامل ہیں۔ سب سے پہلا مقالہ ”القصة القرآنیۃ—قرآنیۃ تاملیۃ“ ہے۔ مقالہ میں پہلے قصد کے مادہ اور مشتقات سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے مشتقات قرآن کریم کی بارہ سورتوں میں وارد ہوئے ہیں۔ قرآنی قصص درا عن و باطل کے درمیان ایک حد فاصل ہیں۔ قرآن کریم کی بیشتر سورتوں میں کوئی نہ کوئی واقعہ کو رہے قرآن میں متعدد قصوں کی اسلوب بیان کی تدبیلی کے ساتھ بار بار ذکر کیا گیا ہے، کسی قدر کی طرف کہیں ہلکا سا اشارہ ہے، کوئی قدر کسی قصد کے مقابل میں ذکر کیا گیا ہے، قرآن کے اس انداز و اسلوب میں ایک حکمت اور بلانت پوشیدہ ہے۔ قرآنی قصص میں قوموں کی داستان اس لیے بیان کی گئی ہے تاکہ اس سے عبرت و نصیحت حاصل کی جائے (ص ۲۶۸-۲۶۹) اس کے بعد مقالہ ”المعاییر الادبیہ فی القصۃ القرآنیۃ“ ہے۔ مقالہ لگانے کے مختلف زادیوں سے جائزہ لیتے ہوئے اس پیچہ پرسو نچتے ہیں کہ زبان و بیان کے لحاظ سے قرآنی قصہ اپنی نظری آپ ہیں (ص ۲۷۰-۲۷۱) اسکے بعد اور ایک ”نقد مقالہ“ کا شناخت اول طبعة للقرآن الکرمیہ فی روضہ ام۔ ۱۵۳۸م“ ہے۔ اس مختصر مصنفوں میں اس تاریخی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کا سب سے پہلا نسخہ میں زیور طباعت سے آ راستہ ہوا، اس سب سے پہلے نسخہ کی طباعت اٹلی میں ہوئی یہ ستم ۲۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تحقیق کا سہرا پروفیسر سر جو نیا کے سر جاتا ہے جو میلان یونیورسٹی میں ”اکادمیہ العلوم والفنون“ کے رکن ہیں (ص ۲۷۳-۲۷۴) اس حصہ کا آخری مقالہ

"جمع الملک فهد لطبعۃ المصہن الشریف" ہے جس میں صحف کی طباعت کے سلسلے میں شاہ فہد کی خدمات کو سراپا گیا ہے۔ (۲۴۲-۲۸۶)

اب تک مقالات کے سلسلے میں نہایت افضل کے ساتھ بتایا گیا کہ یہ کم مباحث و معنوں عات پر مبنی ہیں۔ مقالات میں قرآنیات کے مختلف بیانوں کو اجاگر کیا گیا ہے لیکن پھر بھی بہت سے یہلو باقی رہ گئے۔ ولیسے قرآن کریم علوم و معارف کا دہ موضع ہے کہ تاقیامت اس پر بحث و تحقیق کا سلسہ باری ہے کا لیکن پھر بھی اس کی حکیمی ختم نہیں ہوں گی۔ چند مقالات کو چھوڑ کر تمام ہی مقالات جدید تحقیقی اصول کو مذکور رکھتے ہوئے رکھنے گئے ہیں۔ مراجع و عواشی کا اہم کام کیا گیا ہے جبکہ یہ زیر عرب مصنفوں کے یہاں کم پائی جاتی ہے۔ لیکن اب ان کے یہاں بھی تحقیق کے جدید اصول و قواعد کو برداشت یا جانے لگا ہے۔ المسہل کا یہ قرآن بزر قرآنیات کی دنیا میں ایک مفید و وقیع اضافہ ہے۔ مصنفوں کی فراہمی میں مدیر کو بُری دعتوں کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔ جس کے لیے وہ سماں بادا در شکریتے کے متحقی ہیں۔

(ابوسفیان اصلی)

فرہیات سے بھپی رکھنے والوں کے لیے سترین تجویز

## کتابیاتِ فراہمی

ترجمہ: داکٹر غفران اللہ اسلام اصلی

- بیسویں صدی کے معروف مقرر مولانا حمید الدین فراہمی نے:
- کیا کوئی نکھا، اکتا جھبپ چکا ہے، کہاں اور کہ چاہے۔
- مولانا فراہمی کی شخصیت و اندکار پر کیا کام ہوا ہے، وہ اکٹھیت کے لئے کتنیں اور مقالات و مصنفوں کیں نہ نکالے، کہاں چھپے۔
- مولانا فراہمی کی کتابوں پر اہل علم کی ایں اور تصریحیں نہ مختلف مأخذ میں بھگتی ہوئی وستیاں میڈیا میں نکل توں لوں کے ساتھ۔
- تحقیق کے جدید اصول اور مدارس سے آہنگ

میقت صرف ۱۵ روپیہ

ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، سرینگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲